www.KitaboSunnat.com

شیخ القراء قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ سے ملاقات

شیخ القراء قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ اہل حدیث مکتبہ فکر میں علم تجوید وقراءات کے بانی اساتذہ میں سے ہیں۔ آپ دار القراء، جامعہ عزیزیہ، ساہیوال کے مدیر اور کلیہ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے حالیہ رئیس ہیں۔ آپ کی شخصیت کا امتیاز ہے کہ شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میرمحمدی حفظہ اللہ اور شیخ القراء قاری محمود الحسن بڈھیمالوی حفظہ اللہ جیسی شخصیات کے اساتذہ میں سے ہیں۔انتہائی نمایاں مقام پر فائز ہونے کے باوجود طبعی اعتبار سے انتہائی متواضع اور رقیق القلب انسان ہیں۔آپ کی شخصیت کے انہی پہلوؤں کی نسبت سے رشد 'قراءات نمبر' میں ہم آپ کا انٹرویو شائع کر رہے ہیں۔انٹرویو پینل قاری اظہار احمد حفظہ اللہ (مدرس جامعہ عزیزیہ، ساہیوال)، قاری فہد اللہ مراد حفظہ اللہ (فاضل کلیہ القرآن الکریم، جامعہ لاہور) اور مولانا محسن محمود حفظہ اللہ (مدرس جامعہ عزیزیہ، ساہیوال) پر مشتمل تھا۔ [ادارہ]

رشد: اپنا تفصیلی تعارف کروائیے؟

شیخ: میرا نام محمد یحییٰ اور والد صاحب کا نام مولانا نور اللہ رحمہ اللہ ہے۔میں ہندوستان کے ضلع فیروز پور کے قصبہ کوٹ کپورہ میں اپنے ننھیال کے ہاں سن ۱۹۴۵ء میں پیدا ہوا۔

رشد: کیا آپ کے والد محترم فیروز پور کے رہنے والے تھے؟

شیخ: نہیں ہمارا آبائی گاؤں 15-1R رسول نگر ہے جو اوکاڑہ سے تقریباً ۲۰ کلومیٹر شمالی جانب واقع ہے۔فیروز پور میں میرے ننھیال رہتے تھے۔واقعہ یہ ہے کہ میرے والد محترم مولانا نور اللہ رحمہ اللہ، مولانا باقر رحمہ اللہ کے مدرسہ جھوک دادو سے فراغت کے بعد دوبارہ بخاری پڑھنے کی غرض سے امام عبدالستار دھلوی رحمہ اللہ کے ہاں دہلی چلے گئے۔ انہی دنوں میرے نانا مولانا محمد اسحق کوٹ کپوری رحمہ اللہ جو امام صاحب کے کلاس فیلو تھے، ان کے ہاں آئے اور میرے ابو کے لئے اپنی بیٹی کے رشتے کی پیشکش کی جو امام صاحب کے کہنے پہ والد صاحب نے قبول کر لی۔ بعدازاں ان کی وہاں شادی ہوگئی کیونکہ میں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اس لیے پنجاب کے عام رواج کے مطابق میری پیدائش میرے ننھیال میں ہوئی۔

رشد: ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

شیخ: اپنی تعلیم کا آغاز میں نے اپنے گاؤں سے ہی کیا۔یہاں سے پرائمری کی اور اس کے بعد چھٹی کلاس کے لئے اپنے گاؤں کے قریب ستگھرہ کے مقام پر ہائی سکول ہے، وہاں داخلہ لیا۔وہاں یونیفارم نیکر اور شرٹ تھی جو پی ٹی کے اصرار کے باوجود میں نہیں پہنتا تھا کیونکہ اس میں ستر ننگا ہوتا تھا اس غیر شرعی فعل کی بناء پر میں نے سکول کو خیر آباد کہنا بہتر سمجھا۔

رشد: آپ نے دینی تعلیم کا آغاز کہاں سے کیا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ: میں نے دینی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں کے قریب مولانا حافظ عبدالرزاق حفظہ اللہ کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ سے کیا جو کہ علاقہ میں درس ڈھلیانہ کے نام سے معروف ہے۔ وہاں حضرت حافظ صاحب کے ہاں حفظ شروع کیا۔ حافظ صاحب چونکہ طبعًا کافی سخت تھے اس لیے میں ان کے پاس زیادہ دیر تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔ آٹھ پارے حفظ کرنے کے بعد وہاں سے چھوڑ دیا۔ بعد ازاں چک نمبر 16 جی ڈی مدوکا میں حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمہ اللہ کے ہاں گیا، لیکن وہاں سختی کا یہ عالم تھا کہ باقاعدہ سزا دینے کے لیے ایک آدمی رکھا ہوا تھا لہٰذا وہاں بھی مجھے ٹھہرنا نصیب نہ ہوا۔ بالآخر جامعہ عثمانیہ جامع مسجد گول چوک اوکاڑہ میں حضرت مولانا قاری فاروق رحمہ اللہ کے ہاں حفظ مکمل کیا۔ حفظ کے بعد میرے چچا حاجی عبداللہ جو کہ ان دنوں لاہور میں کانسٹیبل تھے، مجھے حضرت شیخ القراء مولانا قاری اظہار احمد رحمہ اللہ کے پاس چینیاں والی مسجد میں داخل کرا آئے۔ وہاں میں نے قاری صاحب رحمہ اللہ کے پاس دو سال ۱۹۶۳ء۔۱۹۶۱ء میں تجوید مکمل کی۔

رشد: ۱۹۶۳ء میں شیخ المشائخ قاری اظہار احمد رحمہ اللہ کے پاس تجوید مکمل کرنے کے بعد آپ کی کیا مصروفیات تھیں؟

شیخ: یہاں سے فارغ ہونے کے بعد میں نے درسِ نظامی کا آغاز کیا سب سے پہلے ۱۹۶۳ء کے آخری ایام اور ۱۹۶۴ء کے ابتدائی ایام میں جامعہ اہل حدیث قدس، چوک دالگراں میں داخل ہوا۔ یہاں اَساتذہ میں سے حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ، مولانا عبدالحق رحمہ اللہ، مولانا محمد حسین رحمہ اللہ تھے۔ یہ تینوں میرے استاد تھے، انہیں سے میں نے بنیادی کتابیں پڑھیں ہیں۔ حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ اس وقت بھی نحو وصرف میں مشہور تھے۔ چونکہ ان کے والد مولانا حافظ محمد حسین رحمہ اللہ بڑے عالم تھے اور نحو وصرف میں ید طولہ رکھتے تھے، اس لیے یہ بھی اس میدان میں یکتا روزگار تھے۔ اس وقت جماعت میں دو عالم ہی معروف تھے: حافظ محمد حسین روپڑی رحمہ اللہ اور مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ۔ دونوں کو علمی حلقوں میں نحو وصرف کا امام مانا جاتا تھا۔ اب بھی ماشاء اللہ حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ نحو وصرف میں مہارت رکھتے ہیں اور ساتھ ہی آپ حجیتِ حدیث میں بھی اپنے فن کے امام مانے جاتے ہیں۔

رشد: آپ نے چوک دالگراں میں کتنا عرصہ گزارا؟

شیخ: یہاں میں نے صرف پہلی کلاس پڑھی تھی اور دوسری کلاس کے لیے وہاں سے گوجرانوالا چلا گیا تھا۔

رشد: اس دوران کوئی اہم واقعہ ہو تو بتایئے؟

شیخ: اس دوران واقعات تو بے شمار ہوئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ تشریف لائے تو طالب علموں نے کہا کہ جی آج لڑکے بھوک سے مر گئے ہیں تو حافظ صاحب کہنے لگے کہ بتاؤ کتنے مر گئے ہیں ان کے کفن تیار کرتے ہیں اور جو باقی بچ گئے ہیں ان کو ہسپتال میں داخل کراتے ہیں۔ حافظ عبد القادر روپڑی رحمہ اللہ بڑے حاضر جواب اور ذہین تھے۔

رشد: اس وقت مدرسے کے مہتمم کون تھے؟

شیخ: مہتمم اصل تو حافظ عبد القادر روپڑی رحمہ اللہ ہی تھے، اس لیے کہ سارا نظام ان کے ہاتھ میں تھا، لیکن انہوں نے حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کو ناظم تعلیم بنایا ہوا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشد: یہاں ایک سال پڑھنے کے بعد پھر آپ نے کہاں داخلہ لیا ؟

شیخ: پھر میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا میں داخل ہوا جس کے مؤسس حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ تھے۔ وہاں میں نے عرصہ تین سال گزارا اور مشکوٰۃ تک کتابیں پڑھیں۔

رشد: وہاں آپ کے معروف اَساتذہ میں سے کون کون ہیں؟

شیخ: ایک ہمارے استاد مشفق حافظ محمد یحییٰ بھوجیانوی رحمہ اللہ تھے، جو حافظ محمد یحی عزیز میر محمدی کے قریبی عزیز تھے۔ان کے پاس میں نے دوسری کلاس کی کتب یعنی نحو میر اور صرف میر جیسی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ہمارے دوسرے استاذ مولانا نذیر احمد امرتسری رحمہ اللہ تھے۔ وہ بڑے چوٹی کے عالم تھے۔ان کے پاس میں نے کافیہ وغیرہ اس قسم کی کتابیں پڑھی تھیں۔ وہاں شیخ الحدیث مولانا فاروق احمد راشدی، جو ان دنوں میں نائب شیخ الحدیث تھے،تو ان سے ہم نے مشکوٰۃ اور اس کے علاوہ باقی کتب پڑھیں۔

رشد: گوجرانوالا کا کوئی اہم واقعہ ہو تو بتایئے؟

شیخ: مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ یہاں کے مہتمم تھے اور بڑے استاد بھی تھے۔مولانا کے کئی واقعات مشہور ہیں، مثلاً آپ طلبا کو داخل کرنا، خارج کرنا، چھٹی دینا، کتابیں دینا، کتابیں جمع کرنا وغیرہ جملہ معاملات اپنے پاس رکھتے تھے۔ کسی استاد کی کوئی ڈیوٹی نہیں لگاتے تھے۔ استاد آئیں اور پڑھا کر چلے جائیں، جبکہ اب ہر کام کے لئے الگ الگ شخص کا تعین کرنا پڑتا ہے۔مولانا کے بارے میں مشہور تھا کہ جب آپ بازار آتے اور کوئی اگر سوچ لیتا کہ مولانا آرہے ہیں اور مولانا کو سلام کروں گا، تو سب سے پہلے مولانا کہہ دیتے: السلام علیکم کیا حال ہے بھائی، یعنی سلام میں مولانا ہی پہل کرتے تھے۔مولانا کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ مولانا صاحب رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو حافظ محمد ابراہیم سلفی رحمہ اللہ کے بیٹے محمد عثمان جو مدیر تعلیم بھی رہے، وہ تنخواہ لے کر مولانا کے پاس ہسپتال گئے تو مولانا نے کہا کہ میں نے تو پڑھایا نہیں، میں تو بیمار ہوں، میری تنخواہ اُن اَساتذہ میں تقسیم کردی جائے، جنہوں نے میرے سبق پڑھائے ہیں۔ دیکھیں ان میں کتنی للّٰہیت تھی۔ ایک دفعہ ایک آدمی مولانا کے پاس کوئی لنگیاں لیکر آیا اور کہا کہ مولانا یہ لنگیاں قبول کرلیں، تو مولانا نے فرمایا کہ میرے پاس تو لنگی ہے، یہ لنگیاں طلباء کو دے دیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ مولانا آپ حج کرکے آئیں اور ہم آپ کو حج کے لئے پیسے دیتے ہیں، تو مولانا فرمانے لگے کہ میرے اوپر تو حج فرض نہیں ہے، حج تو تب فرض ہوتا کہ میرے پاس اپنے پیسے ذاتی ہوں؟ جب میرے پاس اپنے پیسے نہیں تو میں آپ سے حج کے لئے پیسے لے کر حج پر جاؤں تو یہ کوئی حج نہیں۔

رشد: وہاں آپ نے کتنے سال پڑھا؟

شیخ: یہاں تقریباً میں نے تین سال پڑھا ہے۔

رشد: اس کے بعد آپ نے کہاں کا ارادہ کیا؟

شیخ: اس کے بعد پھر میں عازم کراچی ہوا۔کراچی میں نے یہ سنا تھا کہ وہاں ایک جامعہ اسلامیہ بنوریہ ٹاؤن ہے وہاں شیخ عطا رزق مصری آئے تھے، وہاں ان کی شہرت سن کر میں نے کراچی کا ارادہ کیا کہ وہاں قراءات پڑھیں گے اور درس نظامی بھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشد: کیا شیخ عطارزق مصری قراءات کے استاد تھے؟

شیخ: ہاں ! یہ مصر کے قراءات کے بڑے معروف استاد تھے، جب میں جامعہ عربیہ بنوریہ ٹاؤن کراچی پہنچا تو پتہ چلا کہ شیخ عطارزق مصر چلے گئے ہیں، چنانچہ پھر میں نے مدرسہ بحر العلوم میں داخلہ لے لیا، جس کے مؤسس ایک بہت بڑے استاد مولانا علامہ یوسف رحمہ اللہ کلکتہ والے تھے۔اس وقت ہم دوساتھی کراچی تعلیم کی غرض سے گئے تھے اور دوسرے ساتھی مولانا حفیظ الرحمٰن لکھوی حفظہ اللہ تھے۔

رشد: مولانا حفیظ الرحمٰن لکھوی حفظہ اللہ کون ہیں؟

شیخ: مولانا حبیب الرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے بیٹے اور مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے پوتے ہیں۔مولانا حفیظ الرحمٰن لکھوی حفظہ اللہ نے جامعہ اسلامیہ، مدینہ سے فارغ ہوکر رائیونڈ روڈ پر 'شیخ الاسلام ابن تیمیہ' کے نام سے اپنا ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے۔ بہت فاضل آدمی ہیں۔نحو وصرف میں 'دکتوراہ' رکھتے ہیں۔انہوں نے نحو وصرف میں کتابیں بھی تالیف کی ہیں، جیسے نحو میر کی شرح وغیرہ۔

رشد: دوران تعلیم آپ کی تعلیمی قابلیت کیسی تھی؟

شیخ: میں دورانِ حفظ ایک متوسط درجے کا طالب علم تھا یعنی امتحان میں اوّل، دوم، سوم کبھی نہیں آیا تھا۔میرے ساتھی طالب علم مجھ سے زیادہ ہوشیار تھے،لیکن میں اَساتذہ کی خدمت ہمیشہ کیا کرتا تھا۔شاید اَساتذہ کی خدمت اور والدین کی دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے باقی ساتھیوں کی نسبت مجھ سے زیادہ کام لیا ہے اور لے رہا ہے،لیکن جب میں شعبہ کتب میں پڑھتا تھا تو اس وقت اوّل، دوم، سوئم آیا کرتا تھا، کیونکہ اس وقت کچھ سمجھ آ گئی تھی۔

رشد: کبھی کوئی انعام بھی حاصل کیا ؟

شیخ: جب ہم کراچی میں پڑھتے تھے تو اس وقت میں نے اوّل یا دوم پوزیشن حاصل کی تھی۔اس وقت آزاد کشمیر کے صدر سردار عبد القیوم کو ادارے والوں نے بطورِ مہمان خصوصی بلایا تھا، چنانچہ انہوں نے ہمیں انعامات دیئے تھے۔ان کے ہاتھوں مجھے انعام میں تفسیر الفضل الکبیر دی گئی تھی۔

رشد: پھر آپ نے بحر العلوم میں کتنی دیر تک پڑھا ہے؟

شیخ: میں نے بحر العلوم میں تقریباً پانچ سال پڑھا ہے۔

رشد: بحر العلوم میں کن کن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی؟

شیخ: ۱۹۶۵ء میں گیا تھا اور ۱۹۷۰ء تک وہاں رہا ہوں۔ یہاں ہمارے بڑے اساتذہ میں سے مولانا محمد داؤد راغب رحمانی رحمہ اللہ تھے، جو ہمیں مسلم شریف اور ھدایۃ وغیرہ پڑھاتے تھے۔موصوف جامعہ رحمانیہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے اور بے شمار کتب کے مترجم تھے۔ابن ماجہ پر حاشیہ بھی لکھ چکے تھے۔ اسی طرح ایک ان کی مستقل تصنیف ہے الفضل الکبیر کے نام سے، جو مولانا نے ہم کو فراغت کے وقت تحفہ میں دی تھی۔دوسرے استاد مولانا نسیم الدین ولی اللہ فاضل دیوبند تھے۔مولانا بڑے قابل آدمی تھے، وہ ہمارے ادب اور حدیث کے استاد تھے اور دورہ حدیث کے بڑے استاد علامہ محمد یوسف کلکتوی رحمہ اللہ ، جو ادارہ کے مہتمم بھی تھے، آپ ہمیں پڑھاتے اور تدریس کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کرتے تھے۔ موصوف عالم باعمل اور بڑے مناظر تھے۔انہی ایام میں ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوبندی عالم کی مولانا کے ساتھ سورہ فاتحہ پر گفتگو ہوئی۔ مولانا نے کہا کہ تم کیا پڑھاتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں منطق پڑھاتا ہوں۔ تو مولانا نے کہا تمہارے ساتھ ہمارا مناظرہ منطق میں ہی ہو جائے۔ مولانا نے فرمایا تم یہ بتاؤ کہ لا صلوٰۃ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ لا صلوٰۃ یہ 'سالبہ کلیہ' ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کہتے ہیں کہ لا صلوٰۃ کوئی نماز نہیں ہے، تو اس کی 'نقیض موجبہ جزئیہ' ہونی چاہئے اور ایسی دلیل ہو کہ اس میں الفاظ بعض الصلوٰۃ بغیر فاتحۃ کے ہوں، کیونکہ 'موجبہ جزئیہ' جو ہے وہ لفظ بعض سے شروع ہوتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ حدیث میں لا صلوٰۃ ہے، تو آپ کوئی حدیث دکھائیں کہ جس میں لکھا ہو کہ بعض الصلوٰۃ جائز بغیر فاتحۃ وہ اس بات سے عاجز آ گیا، تو مولانا نے اس کو مثال یہ دی کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے نماز پڑھائی اور آپ ﷺ نے چار رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھا دیں تو صحابہ نے ایک دوسرے سے سرگوشی کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھول گئے ہیں یا نماز کم ہو گئی ہے تو ایک صحابی ذوالیدین نے آپؐ سے سوال کیا کہ أَقُصِرَتِ الصلوٰۃُ أم نَسِيْتَ یا رسول اللهﷺ؟ آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم ہوگئی؟ تو آپؐ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے، تو پھر ذوالیدین نے کہا کہ قد کان بعض ذلك یعنی اس نے حضورؐ کے بولے گئے 'سالبہ کلیہ' کو لفظ بعض کہہ کر توڑا تو مولانا نے فرمایا کہ لہٰذا لا صلوٰۃ کی نقیض 'موجبہ جزئیہ' ہے، لہٰذا لا صلوٰۃ کا مطلب یہ ہوا کہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی، تو اب آپ دکھائیں کہ بعض الصلوٰۃ جائز بغیر فاتحۃ، تو اس بات سے وہ شکست کھا گیا۔

رشد: آپ نے ۱۹۷۰ء تک وہاں پڑھا تو اس دور میں آخری کلاس کے آپ کے کون کون سے ساتھی تھے جو آپ کو یاد ہوں؟

شیخ: صحیح بخاری کے ہمارے ساتھیوں میں سے مولانا عبدالعزیز کشمیری، مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی اور مولانا ضیاء اللہ وغیرہ ہیں۔ اس طرح ہم کوئی پندرہ سولہ ساتھی تھے۔ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ بھی ہمارے ساتھی تھے، جو اس وقت جماعۃ الدعوۃ کشمیر کے مسئول ہیں۔ مولانا عبدالعزیز حنیف حفظہ اللہ، جو اسلام آباد جامع مسجد آبپارہ میں خطیب ہیں اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں، ہم سے ایک سال پہلے فارغ ہو چکے تھے۔

رشد: اس دوران کوئی عبرت انگیز واقعہ پیش آیا ہو تو بتائیے؟

شیخ: ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک طالب علم نے امام صاحب کے بارے میں گستاخانہ الفاظ کہے۔ جب ہمارے استاد صاحب کلکتے والے کو علم ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ اس کو فوراً مدرسہ سے نکال دو، کہیں اللہ کا عذاب نہ آجائے، چنانچہ اسے فوراً مدرسے سے نکال دیا گیا۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ طالب علم دماغی طور پر صحیح نہ رہا اور پاگلوں کی طرح شہر میں چکر کاٹتا رہتا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کے طرز عمل سے ہمیں بچائے۔ آمین

رشد: آپ نے وہاں درس نظامی کے ساتھ ساتھ اور کچھ بھی پڑھا؟

شیخ: وہاں میں نے عربی کتب کے ساتھ تجوید و قراءات سبعہ بھی مکمل کی۔ کراچی میں تجوید القرآن کے نام سے ایک مدرسہ تھا، وہاں قاری حبیب اللہ افغانی رحمہ اللہ استاد تھے۔ یہاں میں ان کے پاس ظہر سے لے کر عشاء تک پڑھتا تھا۔ ان سے میں نے دو سال میں شاطبیۃ، عقیلۃ اور عدّ الآي وغیرہ پڑھیں اور قراءات ثلاثہ میں درہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکمیل کی اور قاری صاحب رحمہ اللہ کو تقریباً پندرہ سولہ پارے قراءات سبعہ میں اور پندرہ سولہ پارے قراءات ثلاثہ میں حدر سنایا۔ تین سال میں قراءات سبعہ مکمل کی اور باقی دو سال میں قراءات ثلاثہ کی تکمیل کی یعنی کل پانچ سال ان سے استفادہ کیا۔

رشد: یعنی آپ نے قراءات سبعہ قاری حبیب اللہ رحمہ اللہ سے پڑھی؟

شیخ: جی ہاں، بلکہ فارغ ہونے کے بعد میں نے ایک سال تک وہاں پڑھایا بھی ہے۔ پھر بیمار ہونے کی وجہ سے واپس گاؤں آ گیا۔ یہاں آکر کچھ عرصہ میں نے اپنے گاؤں رسولنگر میں کام کیا۔ اس کے بعد استاد القراء قاری اظہار احمد رحمہ اللہ وہاں امتحان لینے کے لئے آئے اور مجھے فرمایا کہ گاؤں میں تمہارا بیٹھنا مناسب نہیں، تم کسی شہر میں آؤ۔ اسی دوران ہی ہمارے پاس حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ تشریف لائے، جو جماعت کے ناظم تعلیم تھے۔ انہوں نے مجھے مسجد لسوڑھیاں والی میں آنے کی دعوت دی۔ ایسے ہی راولپنڈی میں ایک مدرسہ تھا جس کے مہتمم مولانا محمد دین رحمہ اللہ تھے، انہوں نے مجھے راولپنڈی آنے کی دعوت دی۔ بہر صورت میں نے اساتذہ سے مشورہ کیا تو شیخ المشائخ قاری اظہار احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمہارا نیا نیا کام ہے، لہٰذا تم لاہور ہمارے قریب آجاؤ، استاد قریب ہو تو مشاورت ہوتی رہتی ہے، چنانچہ میں شیخ المشائخ قاری اظہار احمد رحمہ اللہ کے مشورے پر لاہور آ گیا۔

رشد: یہ کس سن کی بات ہے؟

شیخ: یہ تقریباً ۱۹۷۰ء کی بات ہے۔

رشد: آپ کتنے سال تک وہاں کام کرتے رہے؟

شیخ: تقریباً آٹھ سال تک میں نے وہاں پڑھایا ہے۔ وہاں سے کثیر تعداد میں طلبا فارغ ہوئے۔ ان میں سے معروف قراء شمس القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ، قاری صدیق الحسن رحمہ اللہ، ڈاکٹر قاری عبدالقادر حفظہ اللہ جو جامعہ لاہور الاسلامیہ اور جامعہ ریاض کے فاضل ہیں اور آج کل جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد میں شعبہ حدیث کے استاد ہیں۔ ڈاکٹر قاری عبدالغفار حفظہ اللہ، جو جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ کے فاضل ہیں اور اب سعودی ایمبسی، ریاض میں شعبہ عربی کے انچارج ہیں۔ قاری روح الامین حفظہ اللہ بنگلہ دیشی، جو بہت خوش الحان قاری تھے، قاری محمود الحسن بڈھیمالوی حفظہ اللہ، قاری محمد جعفر حفظہ اللہ، قاری محمد حنیف بھٹی حفظہ اللہ، جو آج کل ضلع فیصل آباد میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلی اور جڑانوالہ میں خطیب ہیں اور قاری خلیل الرحمٰن رحمہ اللہ، جو مسجد توحید اچھرہ رحمان پورہ میں ایک عرصہ تک امام رہے ہیں اور وہیں فوت ہو گئے۔

رشد: آپ نے یہاں کتنا عرصہ کام کیا ہے؟

شیخ: تقریباً آٹھ سال کا عرصہ بنتا ہے یعنی ۱۹۷۰ء سے لے کر ۱۹۷۷ء تک۔ اس لیے کہ وہاں شعبہ تجوید وقراءات کی بنیاد میں نے رکھی تھی۔ میرے ساتھی استاد قاری عزیر حفظہ اللہ اور قاری نذیر احمد حفظہ اللہ تھے۔ آخری سال قاری محمد ادریس عاصم حفظہ اللہ بھی میرے ساتھ رہے۔

رشد: آپ کے اپنے اساتذہ کے ساتھ مراسم کیسے تھے؟

شیخ: اساتذہ سے مراسم تو ایسے تھے کہ شیخ المشائخ قاری اظہار احمد رحمہ اللہ سے اتنی مودت تھی کہ میں جب دوپہر کو کلاس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فارغ ہوتا، تو ان کے پاس چلا جاتا۔ وہاں ان کے ساتھ بیٹھتا، حدر اور مشق سنتا اور اگر اساتذہ کے پاس ٹائم ہوتا تو خود ان کو سناتا بھی۔ اسی دوران میں نے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ سے شاطبیہ کا سماع بھی کیا۔

رشد: وہاں سے چھوڑنے کا کیا سبب تھا اور اس کے بعد آپ نے کہاں تدریس کی؟

شیخ: قاری محمد عزیر حفظہ اللہ نے مجھے مشورہ دیا کہ ساہیوال میں ایک بہت بڑی مسجد خالی پڑی ہے اور وہاں کی انتظامیہ چاہتی ہے کہ یہاں کوئی ادارہ قائم کیا جائے۔ اگر وہاں آپ کا رابطہ ہو جائے تو مناسب رہے گا، لہٰذا میں اسی رمضان میں قاری محمد عزیر حفظہ اللہ کے مشورہ پر ساہیوال آیا اور دیکھا کہ یہ تقریباً تین کنال جگہ ہے، جس جگہ اب میں پڑھا رہا ہوں، ایک بہت بڑی مسجد اور کچھ کمرے بھی تھے۔ یہاں آکر میں نے پڑھانا شروع کر دیا، تو الحمد للہ تقریباً ۳۲ سال سے اب تک یہاں پڑھا رہا ہوں۔

رشد: اس دوران آپ سے تقریباً کتنے طلباء نے کسب فیض کیا ہوگا؟

شیخ: اصل تعداد تو ادارے کے ریکارڈ میں ہے، لیکن اندازاً ۲۵، ۳۰ طلباء ہر سال فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

رشد: یہاں سے فارغ ہونے والے معروف تلامذہ کے نام بتائیے؟

شیخ: یہاں سے فارغ ہونے والے طلباء میں سے قاری عبد السلام عزیزی، قاری عبد الرزاق ثانی، قاری احمد یار حقانی، قاری محمد ایوب چنیوٹی، قاری سیف اللہ عزیزی، جو اب سعودی عرب میں تقریباً پندرہ سال سے قرآن کریم کی خدمت میں مشغول ہیں اور ان کے سینکڑوں تلامذہ ہیں، قاری محمد عبد اللہ، قاری بشیر احمد عزیزی، جو شاعر بھی ہیں، قاری خالد مجاہد پتوکی والے، قاری اکبر اسد اور اسی طرح میرا بیٹا قاری اظہار احمد ہے۔

رشد: یہاں آنے کے بعد آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

شیخ: یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے اساتذہ کا مزاج قراء والا نہیں ہے۔ ویسے بھی ہر جگہ مدرسین کو مشکلات تو ہوتی ہیں۔ یہاں بھی شروع میں جماعت کے ساتھ کچھ اختلاف ہوا، لیکن بعد میں الحمد للہ سب ٹھیک ہو گیا۔

رشد: آپ نے بچیوں کا مدرسہ بھی قائم کیا ہے، یہ کب قائم ہوا اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

شیخ: بچیوں کا مدرسہ، طلباء کا مدرسہ قائم کرنے کے تقریباً تین چار سال بعد قائم ہو گیا تھا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ عارف والا سے حاجی محمد عاشق صاحب ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میری بچی تاندلیانوالہ میں پڑھتی ہے اور جب ہم تاندلیانوالہ جاتے ہیں تو پہلے ہمیں عارف والا پھر ساہیوال اس کے بعد تاندلیانوالہ جانا پڑتا ہے۔ آپ یہاں بچیوں کا مدرسہ قائم کیوں نہیں کر دیتے؟ چنانچہ میں نے اُم سالم اور ان کی ہمشیرہ اُم انس کو اس کام پر لگا دیا۔ اس جامعہ میں دو شعبے کام کر رہے ہیں: شعبہ حفظ اور شعبہ کتب۔ شعبہ کتب اوّل تا آخر وفاق المدارس کی طرز پر کام کر رہا ہے اور ماشاء اللہ بہت کامیاب ہوا۔ یہاں سے ہزاروں بچیاں فارغ ہو کر میدان عمل میں مصروف ہیں۔ پہلے یہ ادارہ جامعہ عزیزیہ کی اوپر والی منزل میں تھا، اب ہم اسے وہاں سے منتقل کر کے نیا شاداب ٹاؤن میں لے گئے ہیں، جہاں دو منزلہ عالیشان بلڈنگ اور ساتھ ایک مسجد تعمیر کی ہے۔ وہاں میری بڑی بیٹی حافظہ قاریہ طاہرہ (ایم اے عربی) بطور پرنسپل اور مدرس کام کر رہی ہے۔

رشد: آپ کی شادی کب ہوئی اور اس میں آپ کی پسند اور ناپسند کا کوئی دخل تھا؟

شیخ: میری شادی ۱۹۷۴ء میں اس وقت ہوئی، جب میں مدرسہ تجوید القرآن مسجد لسوڑھے والی لاہور میں مدرس تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے خاندان میں یہ رواج ہے کہ رشتے والدین ہی پسند کرتے ہیں۔لڑکے نہ دیکھنے جاتے ہیں اور نہ انہیں دیکھنے کی اِجازت ہوتی ہے۔جس کو والدین پسند کرلیں بس وہی لڑکے کی پسند ہے۔

رشد: کیا آپ کی شادی رشتے داروں میں ہوئی ہے؟

شیخ: جی ہاں میری پہلی شادی میرے چچا عبدالرزاق حفظہ اللہ کے ہاں ہوئی۔میرے چچا بہت مخلص آدمی ہیں۔حافظ محمد صاحب بھٹوی حفظہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

رشد: آپ کی دوسری شادی کب ہوئی؟

شیخ: میری دوسری شادی تقریباً دوسال بعد ہوئی۔وہ اس لیے کہ جو دوسری بیوی تھی وہ عالمہ تھی۔سوچ یہ تھی کہ وہ عالمہ عورت ہے دینی اُمور میں معاون ثابت ہوگی۔اس بارے میں، میں نے حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ سے مشورہ کیا تو حافظ صاحب فرمانے لگے کہ اگر وہ رشتہ دیتے ہیں تو شادی کرلیں، تاکہ آپ کو دینی کام کرنے میں آسانی رہے۔

رشد: اس میں وجہ صرف ان کا عالمہ ہونا تھا یا کوئی پسند کا مسئلہ بھی تھا؟

شیخ: زیادہ وجہ تو یہی تھی کہ وہ عالمہ تھیں اور اپنے خاندان کی تھیں۔باقی آپ کو پتہ ہے کہ ہمارا بلوچ خاندان ہے، اس میں 'خوبصورتی' تو ہوتی ہی ہے۔

رشد: دوسری شادی کے سلسلے میں پاکستان جیسے سخت ماحول میں آپ نے مشکلات کا سامنا تو کیا ہوگا؟

شیخ: دوسری شادی کے بعد پہلے سسرال والوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا، بلکہ پہلی بیوی روٹھ کر میکے بھی چلی گئی تھی لیکن تین چار ماہ بعد معاملہ ٹھیک ہوگیا تھا۔

رشد: آپ کی دونوں بیویوں سے کتنی اولاد ہے؟

شیخ: ماشاء اللہ پہلی بیوی سے میرے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔بڑے بیٹے کا نام قاری اظہار احمد، چھوٹے کا نام قاری احسن، جو جامعہ لاہور الاسلامیہ سے فارغ ہیں اور آج کل ریاض میں ہوتے ہیں اور ان سے چھوٹے کا نام قاری فہد اللہ ہے، اس سے چھوٹا عبد المحسن ہے، جو ماشاء اللہ درس نظامی سے فارغ ہے اور اس وقت ایم اے انگلش کر رہا ہے۔اس سے چھوٹا افتخار احمد ہے۔آج سے میں نے اس کا نام بدل کر اَحمد یحییٰ رکھ دیا ہے۔ماشاء اللہ حافظ قرآن ہے۔میری خواہش ہے کہ میں اپنے سب بیٹوں کو عالم بناؤں۔الحمدللہ میری بچی بھی حافظ قرآن ہے۔

دوسری بیوی سے میرے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں اور وہ بھی ماشاء اللہ سارے دیندار ہیں۔بچیاں تینوں عالمہ ہیں اور ایک بچہ بھی حافظ قرآن ہے۔ان میں سے بڑا قاری محمد سالم ہے، جو جامعہ رحمانیہ سے فارغ ہے۔دوسرے نمبر پر قاری محمود ہے۔اس سے چھوٹا بیٹا عثمان ہے، وہ لاہور میں پڑھ رہا ہے اور سب سے چھوٹے بیٹے کا نام منصور ہے، جو حفظ کر رہا ہے۔میں نے الحمدللہ سارے بچے دین پہ لگائے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ بچوں کو دین پہ لگانا چاہیے، حافظ وقاری بنانا چاہیے، اس لیے کہ دین میں عزت ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بہت عزت دی، اپنے علاقے میں، برادری میں بلکہ پورے پاکستان میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ